سلسلہ نمبر: ۱۰

عصبیت

(قوم پرستی وخون ریزی کی مذمت)

قرآن وحدیث کی روشنی میں

شیخ الحدیث حضرت مولانا **مفتی محمد نعیم** صاحب دامت برکاتہم

مہتمم جامعہ بنوریہ عالمیہ

الجامعۃ البنوریۃ العالمیۃ

سائٹ کراچی، پاکستان فون 021-32575229 - 021-32575228

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

عصبیت

(قوم پرستی خون ریزی کی مذمت)

عصبیت کسے کہتے ہیں؟

عصبیت کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے مذہب و قوم کی ناروا تائید کرتے ہوئے ظلم اور زیادتی کا مرتکب ہو۔

آنحضرت ﷺ سے مروی ہے

عَنْ وَاثِلَةَ ابْنِ الأَسْقَعِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰه! مَاالْعَصَبِيَّةُ؟ قَالَ: اَنْ تُعِيْنَ قَوْمَكَ عَلٰى الظُّلْمِ (ابوداوٗد، مشکوٰۃ)

ترجمہ: ''حضرت واثلۃ بن الاسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا اے اللہ کے رسول! عصبیت کیا چیز ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ کہ ظلم پر تو اپنی قوم کی مدد کرے''۔

قومیت کا قدیم تصوّر:

جب انسانی آبادی بہت زیادہ نہ تھی، دُنیا میں چار سمتوں کے اعتبار سے چار قومیں بن گئیں 1۔ مشرقی، 2۔ مغربی 3۔ شمالی 4۔ جنوبی۔ چنانچہ ہر سمت

والے خود کو دوسری سمت والوں سے الگ اور جُدا قوم سمجھنے لگے۔ آبادی کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ قومیت کا یہ تصور بھی مختلف ہونے لگا چنانچہ نسبی اور خاندانی بنیادوں پر قومیت کا تصور جڑ پکڑتا گیا، عرب کا سارا نظام اسی نسبی اور قبائلی بنیاد پر تھا، اسی پر جنگیں لڑی جاتی تھیں۔ بنو ہاشم ایک قوم، بنو تمیم دوسری قوم، بنو خزاعہ تیسری قوم، اسی طرح جزیرۂ عرب میں مختلف قومیں آباد تھیں۔

قومیت کا جدید یورپی تصوّر:

یورپین اقوام نے ایک طویل عرصہ تک جہالت کے اندھیروں میں بھٹکنے کی وجہ سے اپنے انساب کھودیے چنانچہ جب دُنیا میں اُن کا عروج ہوا تو انہوں نے دنیا میں موجود نسبتی اور قبائلی قومیتیں اور تقسیمیں ختم کر کے علاقائی، صوبائی، وطنی اور لسانی بنیادوں پر انسانیت کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے مختلف قومیتوں میں تقسیم کر دیا۔ یہاں تک کہ یہ وبا مسلمانوں میں بھی پھیل گئی اور وہ بھی اس غیر فطری تقسیم کا شکار ہوگئے، عربوں کو شامی، حجازی، نجدی جبکہ غیر عربوں کو ترکی، عراقی، ہندوستانی پاکستانی، کے نام سے تقسیم کر دیا۔ پھر اس پر بھی اکتفا نہیں بلکہ تقسیم در تقسیم ہوتے ہوئے، پنجابی، پٹھان، بنگالی، سندھی، مہاجر، بلوچ، سرائیکی کے نام سے الگ الگ قومیں بن گئیں، کاروبارِ حکومت انہی بنیاد وں پر چلایا جانے لگا چنانچہ مسلمانوں کے رگ رگ میں عصبیت کا یہ زہر گھول دیا گیا۔

قومیت کا اسلامی تصوّر:

روئے زمین پر موجود مذاہب میں یہ امتیاز صرف اسلام کو حاصل ہے کہ اس نے ہر کام میں اعتدال کا سبق دیا ہے۔ اسلام کے آنے سے پہلے دُنیا میں جارحیت کا اصول قائم تھا، جو زیادہ طاقتور ہوتا تھا اُسی کا سکہ چلتا تھا۔ اسی طرح ذات پات، اونچ نیچ، رنگ و نسل اور کالے گورے کا امتیازی نظام رائج تھا۔ اسلام نے آکر انسان کو پھر بھولا ہوا سبق یاد دلایا اور اسے باور کرایا کہ تم سب انسان ایک ماں باپ کی اولاد ہو۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: "خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ" (نسائی:۱) یعنی "تمہیں ایک ہی ذات سے پیدا کیا گیا" اس کی تشریح کرتے ہوئے آپ انے حجتہ الوداع کے خطبہ میں ارشاد فرمایا:

"يٰأَيُّهَاالنَّاسُ! اَلَااِنَّ رَبَّكُمْ وَاحِدٌ، وَاِنَّ اَبَاكُمْ وَاحِدٌ اَلَا! لَا فَضْلَ لِعَرَبِيٍّ عَلٰى عَجَمِيٍّ، وَلَا لِعَجَمِيٍّ عَلٰى عَرَبِيٍّ، وَلَا لِاَسْوَدَ عَلٰى أَحْمَرَ وَلَا لِاَحْمَرَ عَلٰى اَسْوَدَ إِلاَّ بِالتَّقْوٰى" (رواہ احمد)

ترجمہ: "اے لوگو! خبردار! تمہارا رب ایک ہے اور تمہارا باپ ایک ہے، خبردار! کسی عربی کو عجمی پر یا عجمی کو عربی پر یا کالے رنگ والے کو سرخ رنگ والے پر اور نہ سرخ رنگ والے کو کالے رنگ والے پر کوئی فضیلت حاصل ہے سوائے تقویٰ کے"

اس مضمون کو قرآن کریم نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

عصبیت قوم پرستی خون ریزی کی مذمت

"اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَاللّٰہِ اَتْقَاکُمْ"

ترجمہ: یقیناتم میں سب سے زیادہ صاحب عزت اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ پرہیزگار شخص ہے۔

غرض یہ کہ اسلام نے آکر ذات پات، اونچ نیچ، نسلی اور لسانی امتیازات کو یکسر ختم کرواکر شرافت اور ذلت کا معیار صرف اور صرف تقویٰ اور اطاعت الٰہی کو قرار دیا اور "إِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ" کا اصول وضع کر کے کالے حبشیوں، سرخ وگورے ترکیوں، نچلی ذات کے عجمیوں اور عرب کے قریشیوں اور ہاشمیوں کو بھائی بھائی بنادیا۔ اور قومیت کا اصول اس آیت نے وضع کیا "خَلَقَکُمْ فَمِنْکُمْ کَافِرٌ وَمِنْکُمْ مُؤْمِنٌ" کہ اللہ نے تمہیں پیدا کیا۔ ایمان والے ایک قوم اور بے ایمان دوسری قوم۔ یہی وہ بنیاد ہے جس نے ابو جہل اور ابو لہب کے خونی رشتوں کو توڑ کر بلال حبشی رضی اللہ عنہ، سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا رشتہ حضور اسے جوڑ دیا۔

اس اسلامی نظریے کی رو سے یہ بات ثابت ہوئی کہ قومیت کی بنیاد صرف ایمان و کفر ہی ہوسکتی ہے، رنگ و نسل، زبان و وطن ایسی چیزیں ہیں ہی نہیں جن کی بنیاد پر انسانوں کو مختلف گروہوں میں بانٹا جاسکے، چنانچہ اسلام نے زمانہ جاہلیت کی عصبیت کو زمین میں دفن کر کے ایک دوسری بنیاد قائم کردی اور وہ بنیاد ایمان اور کفر ہے۔ رسول اللہ ا کو ماننے والے ایک قوم اور نہ ماننے والے

دوسری قوم ہیں۔ اسلام کے آنے کے بعد صرف دو قومیں رہ گئیں، ہر کلمہ پڑھنے والا دوسرے کلمہ گو مسلمان کا بھائی ہے چاہے وہ دُنیا کے کسی بھی علاقے کا رہنے والے ہو اسی طرح اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے منکر دوسری قوم ہیں، آپ ﷺ کا ارشاد ہے اَلْکُفْرُ مِلَّۃٌ وَّاحِدَۃٌ۔

پھر اسلام نے اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللہِ اَتْقَاکُمْ کے اصول کے تحت یہ وضاحت کی کہ فضیلت کا معیار صرف مسلمان ہو کر کسی خاص برادری میں سے ہونا نہیں ہے بلکہ فضیلت کا معیار تقویٰ ہے اگر مرد کو عورت پر، عرب کو عجم پر، سادات کو غیر سادات پر اگر فضیلت حاصل ہے تو وہ تقویٰ کی وجہ سے ہے۔

"عَنْ حُذَیْفَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ ﷺ کُلُّکُمْ بَنُوْاٰدَمَ وَاٰدَمُ خُلِقَ مِنْ تُرَابٍ۔ وَلَیَنْتَهِیَنَّ قَوْمٌ یَفْخُرُوْنَ بِاٰبَاۗئِهِمْ اَوْلَیَکُوْنَنَّ اَهْوَنَ عَلَی اللہِ مِنَ الْجِعْلَانِ۔ (مسند بزار)

ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم سب آدم علیہ السلام کی اولاد ہو اور آدم علیہ السلام مٹی سے پیدا کیے گئے۔ ہر قوم کو چاہیے کہ اپنے آباء واجداد پر فخر کرنے سے باز آجائے۔ ورنہ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نجاست کے کیڑوں سے بھی زیادہ ذلیل ہو جائیں گے۔

تعصّب اور قوم پرستی کی مذمت:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّهٗ قَالَ مَنْ قَاتَلَ تَحْتَ

رَايَةٍ عَمِيَّةٍ يَغْضِبُ بِعَصَبِيَّةٍ اَوْ يَدْعُوْا اِلٰى عَصَبِيَّةٍ اَوْ يَنْصُرُ عَصَبِيَّةً فَقُتِلَ فَقَتْلُهُ جَاهِلِيَّةٌ وَمَنْ خَرَجَ عَلٰى اُمَّتِيْ يِضْرِبُ بِرَّهَا وَفَاجِرَهَا وَلَا يَتَحَاشٰى مِنْ مُؤْمِنِهَا وَلَا يَفِيْ لِذِى عَهْدٍ عَهْدَهٗ فَلَيْسَ مِنِّىْ وَلَسْتُ مِنْهُ (مسلم)

ترجمہ: جناب نبی کریم ا نے فرمایا جو شخص اندھے جھنڈے کے نیچے لڑے اس طرح کہ عصبیت (قوم پرستی) کی وجہ سے غصہ کا اظہار کرے یا عصبیت (قوم پرستی) کی طرف لوگوں کو بلائے یا قومیت کی بنیاد پر کسی کی مدد کرے پھر وہ مارا جائے تو اس کی موت جاہلیت کی موت ہوگی اور جو میری امت کے خلاف تلوار اٹھائے نیک وبد ہر ایک کو قتل کرے۔ نہ مؤمن کے ایمان کا لحاظ کرے (کہ اس کو قتل نہ کرے) نہ کسی عہد والے کے عہد کو پورا کرے۔ اس کا مجھ (یعنی میری جماعت) سے کوئی تعلق ہے نہ میرا اس سے کوئی تعلق ہے۔

حضور ا کے مذکورہ ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص قومیت، لسانیت کی طرف دعوت دے، اور قومیت کی بنیاد پر باوجود ظلم کے ایک دوسرے کی مدد کرے اور قومیت کی وجہ سے دوسرے مسلمانوں کا خون بہائے تو وہ مسلمانوں کی جماعت سے خارج ہے کیونکہ مسلمان کا طرز عمل ہرگز اس طرح نہیں ہوسکتا۔

اس فتنہ و فساد کے دور میں جو لوگ قومیت ولسانیت کا پرچار کرتے ہیں

انھیں یہ بات ذہن نشین کرلینی چاہیے کہ کہیں وہ قومیت ولسانیت کے نعروں میں اپنے ایمان کا سودا تو نہیں کر بیٹھے ہیں!

قوم پرستی کی دعوت کی مذمت:

عَنْ جُبَيْرِ ابْنِ مُطْعِمٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَيْسَ مِنَّا مَنْ دَعَا اِلٰى عَصَبِيَّةٍ وَلَيْسَ مِنَّا مَنْ مَاتَ عَلٰى عَصَبِيَّةٍ۔ (ابوداؤد)

ترجمہ: جناب نبی کریم ا نے فرمایا وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جو لوگوں کو عصبیت کی دعوت دے۔ (یعنی لوگوں کو کسی ناحق معاملہ میں حمایت کرنے پر آمادہ کرے) نہ وہ شخص ہم میں سے ہے جو عصبیت (قوم پرستی) کے سبب جنگ کرے اور پھر اسی عصبیت (قوم پرستی) کی حالت میں مر جائے۔

اس حدیث میں قومیت کی بنیاد پر ایک دوسرے کی ناحق حمایت کرنے کی مذمت ہے۔

موجودہ صورتحال میں جس طرح مختلف ناموں سے لسانی اور سیاسی جماعتوں کے نام سے خون ریزی کا بازار گرم ہے، یہ سب اس وعید میں داخل ہے کیونکہ اس میں نہ صرف یہ کہ بے جا طور پر اپنی قوم کی حمایت کی جاتی ہے بلکہ لڑائی سے کنارہ کش لوگوں کو بھی اس میں ملوث کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ یاد رہے جس طرح ظلم کرنا حرام ہے اس طرح ظالم کی حمایت بھی حرام ہے، جو شخص ظالم کی حمایت کرے گا وہ اس حدیث کی روشنی میں ظالم کے ساتھ

گناہ میں برابر کا شریک ہے۔

مسلمان کے جان و مال کی حرمت:

اسلام تکریم انسانیت کا دین ہے۔ یہ اپنے ماننے والوں کو، امن، تحمل، برداشت اور باہمی تعاون کی تعلیم دیتا ہے۔ یہ نہ صرف مسلمانوں بلکہ رنگ و نسل کی تفریق کے بغیر تمام انسانوں کے بے جا قتل کی سختی سے ممانعت کرتا ہے۔ اسلام میں کسی انسانی جان کی قدر و قیمت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اس نے بغیر کسی وجہ کے ایک فرد کے قتل کو پوری انسانیت کے قتل کے برابر قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تکریم انسانیت کے حوالے سے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا:

مَنۡ قَتَلَ نَفۡسًا بِغَيۡرِ نَفۡسٍ أَوۡ فَسَادٍ فِي الۡاَرۡضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيۡعًا (سورۃ المائدۃ آیت نمبر ۳۲)

ترجمہ: جو کوئی قتل کرے ایک جان کو بلا عوض جان کے یا بغیر فساد کرنے کے ملک میں تو گویا قتل کر ڈالا اس نے سب لوگوں کو۔

قرآن مجید کی اس آیت میں کسی بھی انسان کو ناحق قتل کرنے پر سخت وعید آئی ہے حتیٰ کہ ایک انسان کے قتل کو پوری انسانیت کا قتل فرمایا گیا ہے۔

ناحق قتل کرنے والے کی سزا:

وَمَنۡ يَّقۡتُلۡ مُؤۡمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاۤؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيۡهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ

عَلَیْهِ وَلَعَنَهُ وَاَعَدَّ لَهُ عَذَابًا عَظِیْمًا۔ (نساء ۹۳)

ترجمہ: اور جو شخص مسلمان کو قصداً مار ڈالے گا تو اس کی سزا دوزخ ہے جس میں وہ ہمیشہ (جلتا) رہے گا اللہ اس پر غضبناک ہو گا اور اس پر لعنت کرے گا اور ایسے شخص کے لیے اس نے بڑا (سخت) عذاب تیار کر رکھا ہے۔

آیت سے یہ بات معلوم ہوئی کہ کسی مؤمن کو قصداً قتل کرنا بہت بڑا گناہ ہے، قرآن کریم نے اس کے لیے دنیوی سزا بھی مقرر فرمائی ہے لیکن اس آیت میں قصداً قتل کرنے والے کی اخروی سزا کا بیان ہے کہ قاتل ہمیشہ جہنم میں جلے گا، اور اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت اور غضب ہے۔

قتل ناحق کفریہ عمل ہے:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْلَ لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِیْ كُفَّارًا یَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ۔ (بخاری، ترمزی)

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ا نے ارشاد فرمایا کہ میرے بعد کفر کی طرف نہ لوٹ جانا کہ ایک دوسرے کی گردن مارنے لگو۔

اس حدیث میں آپ ا نے آپس کی خونریزی کو کفریہ عمل قرار دیا ہے، وہ لوگ جو کسی بھی طرح سے اس فعلِ بد میں ملوث ہیں اُن کو اپنا انجام سوچنا

چاہیے۔

قیامت کے دن سب سے پہلے سوال خون کا ہو گا:

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی الله عنه قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : اَوَّلُ مَا يُقْضٰى بَيْنَ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيْ الْدِّمَاءِ (بخاری و مسلم)

ترجمہ: جناب نبی کریم انے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن سب سے پہلے جس چیز کے بارے میں فیصلہ کیا جائے گا وہ خون ہے۔

مطلب یہ ہے کہ قیامت کے دن بندوں کے حقوق میں سے جس حق کو سب سے مقدم کر کے فیصلہ سُنایا جائے گا وہ انسان کے خون کا فیصلہ ہو گا، (اللہ تعالیٰ کے حقوق میں سے جس چیز کے بارے میں سب سے پہلے سوال ہو گا وہ نماز ہے)۔

اس سے معلوم ہوا کہ کسی مسلمان کا ناحق خون گرانا اتنا بڑا گناہ ہے کہ قیامت کے روز سب سے پہلے اسی مقدمے کا فیصلہ ہو گا اور ظالم قاتل سے ظلم کا بدلہ لیا جائے گا، دُنیا میں اگر قاتل اپنے سیاسی اثر و رسوخ کی بنا پر بچ جائے تو یہ نہ سمجھا جائے کہ مظلوم مقتول کا خون رائیگاں گیا، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کا دن بھی رکھا ہے تاکہ مظلوموں کو انصاف دلایا جائے، قاتل اس دن بہت بڑے عذاب میں گرفتار ہو گا۔

ناحق خون بہانا اللہ تعالیٰ کے غضب کو دعوت دیتا ہے:

عَنْ ابنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ
لَا یَزَالُ الْمُؤْمِنُ فِیْ فَسْحَةٍ مِنْ دِیْنِہِ مَالَمْ یَصُبْ دَماً حَرَاماً (بخاری)

ترجمہ: جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب تک کوئی مسلمان خون حرام (یعنی ناحق قتل) کا مرتکب نہ ہو وہ ہمیشہ اپنے دین کی وسعت وکشادگی میں رہتا ہے۔

ہر برائی انسان کی دینی و اخلاقی زندگی کے لیے زوال کا باعث ہے اور اللہ تعالیٰ کے غضب کو دعوت دیتی ہے لیکن اس حدیث میں بطور خاص ناحق خون بہانے کو بدترین فعل کہا گیا ہے، انسان کا ہاتھ جب تک ناحق خون بہانے سے صاف ہوتا ہے اس کو اللہ تعالیٰ کی بخشش ورحمت کی پوری امید ہوتی ہے۔ لیکن جب وہ اپنے ہاتھوں کو خون ناحق سے رنگین کر دیتا ہے تو اس پر تنگی مسلط کر دی جاتی ہے اور وہ اُن لوگوں میں داخل ہو جاتا ہے جو رحمتِ خداوندی سے نا اُمید و محروم ہیں۔

قاتل کی مدد کرنے والے کے بارے میں وعید:

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ
مَنْ اَعَانَ عَلٰی قَتْلِ مُؤْمِنٍ شَطْرَ كَلِمَةٍ لَقِیَ اللّٰہَ مَكْتُوْبٌ بَیْنَ عَیْنَیْہِ اٰیِسٌ مِنْ رَحْمَةِ اللّٰہِ (ابن ماجہ)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص آدھا جملہ کہہ کر بھی کسی مؤمن کے قتل میں مدد کرے گا تو وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان یہ لکھا ہوا ہوگا "یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے نا اُمید ہے"۔

جس طرح کسی مسلمان کو قتل کرنا بہت بڑا جرم ہے اسی طرح مسلمان کے قتل میں کسی بھی طرح کی شرکت یا قتل میں مدد واعانت بھی بہت بڑا جرم ہے، اگر کوئی شخص کسی مسلمان کے قتل میں معمولی درجہ کی اعانت بھی کرے تو روز قیامت اس کی پیشانی پر یہ جملہ لکھا ہوا ہوگا "اللہ تعالیٰ کی رحمت سے نا اُمید"۔ یہ ایک ایسا عمل ہے جو انسان کو کفر تک پہنچا دیتا ہے۔ کیونکہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے "لَا یَایْئَسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰہِ اِلَّا الْقَوْمُ الْکٰفِرُوْنَ" (اللہ تعالیٰ کی رحمت سے کافر قوم ہی نا اُمید ہوتی ہے)۔

حاصل یہ ہے کہ قاتل کو کسی بھی طرح اعانت و مدد فراہم کرنا قیامت کے دن رسوائی اور ذلّت کا سبب ہوگا۔

خون ریزی میں شریک ہونے والے جہنمی ہیں:

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی الاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: اِذَا الْتَقَی الْمُسْلِمَانِ بِسَیْفِہِمَا فَالْقَاتِلُ وَالْمَقْتُوْلُ فِیْ النَّارِ۔ قَالُوْا: یَارُسُوْلَ اللّٰہِ ھٰذَا الْقَاتِلُ فَمَا

بَالُ الْمَقْتُوْلِ؟ قَالَ: أَنَّهُ اَرَادَ قَتْلَ صَاحِبِهٖ (بخاری)

ترجمہ: جناب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب دو مسلمان (آپس میں قتل و قتال کے لیے) تلوار لے کر ایک دوسرے کے مقابلے میں آجاتے ہیں تو دونوں ہی جہنمی ہیں (یعنی دونوں مستحق جہنم ہونگے) عرض کیا گیا یارسول اللہ قاتل کا جہنمی ہونا تو سمجھ میں آتا ہے (کہ اس نے ایک مسلمان کو ناحق قتل کیا) مقتول کا کیا قصور ہے (کہ اسے بھی جہنم میں ڈالا جائے گا) تو ارشاد فرمایا کہ وہ بھی اپنے مدمقابل کو قتل کرنے کا ارادہ کیے ہوئے تھا اگر اس کا بس چلتا تو وہ بھی قتل کر دیتا۔

اس کا حاصل یہ ہے کہ آپس کی خون ریزی اتنا بڑا جرم ہے کہ اگر اپنا خون بھی اس غلط راستہ پر بہہ جائے تو وہ بھی جہنم میں دخول کا سبب بنے گا۔

اس حدیث میں ان لوگوں کے لیے درس عبرت ہے کہ جو عصبیت، قومیت اور اپنی جماعت کی ناحق حمایت کرتے ہوئے موت کے گھاٹ اتر جاتے ہیں پھر سونے پر سہاگہ یہ کہ اُسے شہید قرار دیا جاتا ہے، یہ رتبۂ شہادت کی بہت بڑی توہین ہے۔ اسلام میں شہادت ایک بہت بڑا مرتبہ ہے، یہ ان لوگوں کو ملتا ہے جو خالص اللہ تعالیٰ کے دین کی سر بلندی کے لیے جان قربان کرتے ہیں، اگرچہ احادیث میں اور بہت سے مرنے والوں کو بھی حکماً شہید قرار دیا گیا ہے لیکن حقیقی شہید وہ ہے جو دین کی سر بلندی کے لیے اپنی جان نچھاور

کر دے۔

وہ لوگ جو عصبیت کی جنگ میں کام آنے والوں کو شہید قرار دیتے ہیں ان کے لیے سوچنے کا مقام ہے کیونکہ جناب نبی کریم ا ایسے مرنے والوں کے متعلق اعلان فرما رہے ہیں کہ ان کا ہماری جماعت سے کوئی تعلق نہیں جبکہ ہم انہیں شہادت کے عظیم مرتبے پر فائز کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ گویا شہادت ہماری مرضی کی چیز ہے جس کو چاہیں عنایت کر دیں!

خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد
جو چاہے آپ کا حسنِ کرشمہ ساز کرے

جان و مال کو نقصان پہنچانا حرام ہے:

عَنْ عَمْرِو بْنِ الْاَحْوَصِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ فِیْ حَجَّۃِ الْوَدَاعِ لِلنَّاسِ اَیُّ یَوْمٍ ھٰذَا قَالُوْا: یَوْمَ حَجِّ الْاَکْبَرِ فَقَالَ فَاِنَّ دِمَاءَ کُمْ وَاَمْوَالَکُمْ وَاَعَرَاضَکُمْ بَیْنَکُمْ حَرَامٌ کَحُرْمَۃِ یَوْمِکُمْ ھٰذَا (ترمذی)

ترجمہ: عمرو بن احوص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب نبی کریم ا نے حجۃ الوداع کے موقع پر لوگوں سے سوال فرمایا کہ یہ کونسا دن ہے؟ لوگوں نے عرض کیا حج اکبر کا دن ہے پھر آپ ا نے ارشاد فرمایا تمہاری جان و مال اور عزتیں آپس میں ایسے ہی حرام ہیں جیسے اس دن کی حرمت اس مہینے میں۔

حاصل یہ ہے کہ آپ ا نے اپنے آخری خطبے میں قیامت تک آنے والے انسانوں کو یہ وصیت فرمائی کہ جس طرح بیت اللہ، اشہر حرام اور یوم عرفہ محترم اور ان کی بے حرمتی حرام ہے، اسی طرح مسلمانوں کی عزت و آبرو، جان ومال بھی ایسی ہی محترم اور ان کو ناحق نقصان پہنچانا حرام ہے۔

قتل ناحق کا حکم دینے والے کا انجام:

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ : اِنَّ اللّٰہَ جَزَّاَلنَّارَ سَبْعِیْنَ اَجْزَاء تِسْعَۃٌ وَسِتُّوْنَ لِلاٰمِرِ وَجُزْئٌ لِلْقَاتِلِ وَحَسْبُہُ(طبرانی)

ترجمہ: جناب نبی کریم ا نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جہنم کی آگ کو ستر (۷۰) حصّوں میں تقسیم فرمایا ہے ان میں انہتر (۶۹) حصے قتل ناحق کا حکم دینے والے کے لیے ہیں اور ایک حصہ قتل کا ارتکاب کرنے والے کے لیے، یہی اس کے لیے کافی ہے۔

اس حدیث مبارک میں اُن لوگوں کے لیے عبرت کا سامان ہے جو اپنی ذاتی اغراض کی خاطر مسلمانوں میں خون ریزی کرواتے ہیں اور لاشوں کی سیاست کرتے ہیں اور ہمیشہ فتنہ و فساد برپا کرکے سینکڑوں بے گناہ مسلمانوں کے ناحق قتل ہونے کا باعث بنتے ہیں۔ قیامت کے دن ان کو جہنم میں ڈالا جائے گا جہاں انھیں قتل کرنے والے سے انہتر گنا زیادہ سزا ملے گی۔

ایسے لوگوں کو آخرت میں جو سزا ملے گی وہ تو ملے گی ہی، لیکن دنیا میں بھی اس طرح کے لوگ اپنے گناہوں کی سزا بھگتتے ہیں، انھیں اقتدار سے محروم ہونا پڑتا ہے، قوم و معاشرے میں ان کی کوئی عزت باقی نہیں رہتی، سیاست و قیادت سے کنارہ کشی کے بعد عموماً ایسے لوگ غیر ممالک میں پناہ لینے پر مجبور ہو جاتے ہیں، قتل و قتال اور خون خرابے کو آپ انے کفریہ افعال قرار دیا ہے لہٰذا جو بھی اس طرح کے کفریہ افعال کا مرتکب ہوگا اُس کا انجام بد بھی یہی ہوگا کہ وہ کافروں کی پناہ میں زندگی گذارنے پر مجبور ہوگا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسے لوگوں کے لیے نقد سزا ہے۔

فتنہ کا زمانہ اور ہماری ذمہ داری:

مسلمانوں کے درمیان آپس کی لڑائی کے اسباب کبھی تو ظاہری ہوتے ہیں مثلاً خاندانی دشمنی، ذاتی دشمنی وغیرہ، لیکن کبھی اس کا سبب کوئی ان دیکھی قوت ہوتی ہے جو مسلمانوں کو آپس میں لڑاواتی ہے، لڑنے والے دونوں فریقوں میں سے کسی کو پتہ نہیں چلتا کہ آخر ہم کیوں لڑ رہے ہیں؟ اس مارنے، مرنے، جلاؤ گھراؤ کا مقصد کیا ہے؟ اس کا فائدہ کس کو پہنچ رہا ہے؟ مسلمانوں کو انفرادی اور اجتماعی، سیاسی اور معاشی کتنا نقصان ہو رہا ہے؟ دنیوی نقصان کے علاوہ اخروی کتنا نقصان ہو رہا ہے؟ ایسی لڑائی کو فتنہ کہا جاتا ہے، دین اسلام میں اس طرح کی صورتحال میں مسلمانوں کے لیے آنحضرت اکی تعلیمات واضح ہیں کہ مسلمانوں

کا کیا رویہ کیا ہونا چاہیے، یہاں اس حوالے سے چند تعلیمات ذکر کی جاتی ہے۔

ا۔ فتنہ کے زمانے میں زبان کی حفاظت:

عَنْ عَبْدِاللهِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ : سَتَكُوْنُ فِتْنَةٌ تَسْتَنْظِفُ الْعَرَبَ قَتْلَا هَافِیْ النَّارِ اَلّلِسَانُ فِیْهَا اَشَدُّ مِنْ وَقْعِ السَّیْفِ(ترمذی)

ترجمہ: جناب نبی اکریم اکا ارشاد ہے کہ عنقریب ایک فتنہ ظاہر ہونے والا ہے جو پورے عرب کو اپنی لپیٹ میں لے لیگا (اور اس کے بُرے اثرات ہر ایک تک پہنچیں گے) اس فتنہ میں قتل ہو جانے والے لوگ دوزخ میں جائیں گے۔ نیز اس فتنہ کے وقت زبان کھولنا (یعنی کسی کو برا بھلا کہنا اور عیب جوئی و نکتہ چینی کرنا یا زبانی حمایت کرنا) تلوار مارنے سے بھی زیادہ سخت ہو گا۔

مطلب یہ ہے کہ لوگ محض ذاتی اغراض و خواہشات اور دیگر غیر دینی اسباب و عوامل کے تحت آپس میں خون ریزی کریں گے اور ایک دوسرے کو جانی و مالی نقصان پہنچائیں گے۔ جو شخص اس قتل و قتال میں شریک ہو اور قتل ہو جائے اس کے بارے میں آنخضرت انے واضح طور پر ارشاد فرمایا کہ وہ جہنم میں جائے گا۔ اس فتنہ کے زمانے میں زبان کے استعمال میں خوب احتیاط کی ضرورت ہے۔

۲۔ فتنہ کے زمانہ میں کنارہ کشی اختیار کرنا:

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی اَشْعَرِیْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیْ ﷺ
أَنَّہُ قَالَ فِیْ الْفِتْنَۃِ کَسِّرُوْا فِیْھَا قِیْسَکُمْ وَاقْطَعُوْا فِیْھَا
اَوْتَارَکُمْ وَالْزَمُوْا فِیْھَا اَجْرَافَ بُیُوْتِکُمْ وَ کُوْنُوْا
کَابْنِ اٰدَمَ (ترمذی)

ترجمہ: جناب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ فتنہ کے زمانہ میں اپنی کمانیں توڑ ڈالو، ان کی زین کاٹ دو اور گوشہ مکان کو لازم پکڑ لو اور ابن آدم کی طرح بن جاؤ (یعنی آدم کے بیٹے ہابیل کی طرح صبر کا راستہ اختیار کرو)۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ فتنہ کے وقت جب فتنہ کو ختم کرنے کی کوئی صورت نظر نہ آئے اور حق و باطل کے درمیان تمیز ممکن نہ ہو تو ایسے موقع پر فتنہ سے بچنے کے لیے گوشہ نشینی اختیار کر لینا بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہر قسم کے فتنہ و فساد سے اپنی امان میں رکھیں۔ (آمین)۔

وما توفیقی إلا باللہ

قارئین کرام کی توجہ کیلئے

موجودہ معاشرے اور نوجوان نسل کے اذہان کے تناظر میں دینی رہنمائی کیلئے وقت کی تنگی اور مطالعہ کی کمی کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ مختصر رسالے شائع کئے جاتے ہیں۔ ان رسالوں کی اشاعت کا مقصد گھر گھر اور ذرّہ ذرّہ دینی معلومات کو پہنچانا اور خالصتاً اللہ امت کی اصلاح ملحوظ ہے۔

اس نیک مقصد میں آپ بھی معاون بن کر حسب توفیق اپنا حصہ ڈال سکتے ہیں۔ جس کا طریقہ یہ ہے کہ ماہانا ایک ہزار (1000/=) روپے سے باقاعدہ ممبر شپ حاصل کر سکتے ہیں۔ آپ کے دیئے ہوئے ایڈریس سے مقررہ تاریخ اور مقررہ وقت پر ہمارا نمائندہ رسید کے ساتھ وصول کرتا رہے گا۔

قارئین کرام اپنی استعداد کے مطابق ایک ہزار سے کم اور زیادہ رقم سے بھی ممبر شپ حاصل کر سکتے ہیں، نیز کئی ماہ کی رقم یکمشت بھی ادا فرما سکتے ہیں۔

اس کے عوض شائع ہونے والا ہر رسالہ (جو مختلف موضوعات پر ہوتا ہے بذریعہ ڈاک آپ کو ارسال کیا جاتا رہے گا۔

قارئین کرام اپنے کرم فرماؤں کے ایصال ثواب کیلئے اپنی خواہش کے مطابق عامۃ الناس کی دینی رہنمائی کا فریضہ ادا کر سکتے ہیں۔

آپ جامعہ بنوریہ عالمیہ کے دیے ہوئے آن لائن اکاؤنٹ میں بھی رقم جمع کروا کر بنک سلپ دے کر رسید حاصل کر سکتے ہیں۔

الملتمس : مفتی محمد نعیم رئیس و شیخ الحدیث الجامعۃ البنوریۃ العالمیۃ سائٹ کراچی

اپیل!

بحمد اللہ تعالیٰ! محدود صفحات اور مختلف موضوعات پر مشتمل اصلاح امت کے عنوان سے پابندی سے آنے والے رسالے عوام الناس میں پذیرائی حاصل کر رہے ہیں۔ اس کار خیر میں حصہ ڈالنے کے لیے قارئین سے اپیل کی جاتی ہے کہ اپنی بساط کے مطابق اس کی نشر و اشاعت میں حصہ لیکر ثواب دارین حاصل کریں۔

رقم جمع کرانے کیلئے اکاؤنٹ

Jamia Binoria Trust
UBL,S.I.T.E.,Karachi,Pakistan

رابطہ کیلئے: مولانا محمد جنید صاحب

02132575228+02132575229
موبائل: 0322-2394550

…کے لیے رابطہ کریں: ملک صادق شہزاد 0300-3970930